فرش پر اندھیرا ہونے سے کچھ پہلے بیٹھے ہوئے تھے ایک سانپ کھڑکی کے چوکھٹے کے کسی سوراخ سے اندر داخل ہو کر وہاں کنڈلی بنا کر بیٹھ گیا۔ روشنی لائی گئی۔ اگر چہ پہلے وہ چند ھیا گیا پھر بھی وہ وہاں سے ہلا نہیں صرف اپنا سر اوپر نیچے کرتا رہا۔ پھر بہت سے لوگ وہاں لاٹھیاں اور ڈنڈے لے کر دوڑے لیکن وہ چوں کہ ایک بہت ہی ناموزوں جگہ بیٹھا ہوا تھا اس لیے کچھ نہ کیا جا سکا۔ لوگوں کا شور سن کر سانپ اسی سوراخ سے فوراً وہاں سے نکل بھاگا۔ تب سب لوگوں کو وہاں اطمینان نصیب ہوا۔

باباکی رائے

اس پر ایک بھگت جس کا نام مکتارام تھا نے کہا کہ یہ اچھا ہوا کہ سانپ بھاگ گیا۔ ہیماڈ پنت نے اس سے اختلاف رائے کرتے ہوئے کہا کہ سانپ کو مارنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ چنانچہ اب ان کے بیچ گرما گرم بحث چل پڑی۔ مکتارام کا کہنا تھا کہ سانپ اور اس طرح کے زہریلے جانوروں کو نہیں مارنا چاہیے جب کہ ہیماڈ پنت کا انھیں مارنے پر اصرار تھا۔ رات پڑنے کی وجہ سے یہ بحث بغیر کسی نتیجے تک پہنچے ختم ہو گئی دوسرے دن یہ سوال بابا کے سامنے پیش کیا گیا جنھوں نے اپنی سوچی سمجھی رائے اس طرح سے دی:-

خدا ہر شئے میں بستا ہے چاہے وہ شے سانپ ہو یا بچھو وغیرہ۔ خدا ساری دنیا کے نظم و نسق کو چلاتا ہے۔ سارے سانپ بچھو اور انسان اسی کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں جب تک وہ نہ چاہے کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس لیے ہمیں سب پر رحم کرنا چاہیے اور محبت سے پیش آنا چاہیے لڑائی جھگڑے یا قتل و غارت گری کو ترک کرنا چاہیے اور صبر سے کام لینا چاہیے۔ خُدا سب کا محافظ ہے۔

سوچا کہ شاید بابا کو کسی سانپ کے آنے کا شک ہوا ہے۔ عبدل چونکہ عرصہ دراز سے بابا کے ساتھ رہا تھا اس لیے وہ بابا کی حرکات اور الفاظ کے معنی سمجھ سکتا تھا۔ تب بابا نے امیر کے سرہانے کے پاس کوئی چیز ہلتی ہوئی دیکھی۔ بابا نے عبدل سے روشنی لانے کے لیے کہا اور جب روشنی لائی گئی تو بابا نے ایک سانپ کو دائرے کی شکل میں وہاں بیٹھے ہوئے دیکھا جو اپنا سر اوپر نیچے ہلا رہا تھا۔ اس کے بعد سانپ کو فوراً مار دیا گیا۔ بابا نے وقت پر تنبیہ کی اور اس طرح امیر کی جان بچائی۔

ہیماڈ پنت کو سانپ اور بچھو سے کیسے بچایا

(1) بابا کی سفارش پر کاکا صاحب دیکشت ہر روز شری ایک ناتھ مہاراج کی بھاگوت اور بھاوارتھ رامائن کا پاٹھ کیا کرتا تھا اور ہیماڈ پنت کی یہ خوش نصیبی تھی کہ جب یہ پاٹھ ہوتا وہ سامعین میں ضرور موجود ہوتا۔ ایک بار جب رامائن کا وہ حصہ پڑھا جا رہا تھا جس میں شری رام کی والدہ کے کہنے پر ہنومان کے ہاتھوں شری رام کی عظمت کا امتحان کیے جانے کا بیان تھا تو سب سامعین پر جادو کا اثر طاری تھا۔ ہیماڈ پنت بھی ان میں سے ایک تھا۔ ایک بڑا بچھو نہ جانے کہاں سے آیا اچھلا اور ہیماڈ پنت کے دائیں کندھے پر بیٹھ گیا۔ پہلے تو اس کا پتہ نہیں چلا لیکن خُدا ان لوگوں کی حفاظت کرتا ہے جو اس کی کہانی کو سن رہے ہوتے ہیں۔ ہیماڈ پنت نے ناگاہ اپنے دائیں کندھے کی طرف نگاہ ڈالی۔ موت کا سا سناٹا طاری ہونے لگا کوئی ادھر ادھر نہیں ہل رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے بچھو بھی کہانی کے بیان سے لطف اندوز ہو رہا ہو۔ خدا کی مدد سے ہیماڈ پنت کو بغیر پریشان کیے بابا نے اپنی دھوتی کے دو کناروں کو اٹھا کر اسے اس طرح لپیٹ لیا کہ بچھو بیچ میں آگیا۔ پھر انہوں نے باہر جا کر بچھو کو باغ میں پھینک دیا۔

(2) ایک دوسرے موقع پر جب کہ کچھ لوگ کاکا صاحب کے واڈا کے اوپر والے

سے التجا کی کہ اس مرض سے چھٹکارہ دلائیں۔ بابا نے اسے چاوڑی میں قیام کرنے کے لیے کہا۔ چاوڑی اس وقت سیلن کی وجہ سے ایسے مریضوں کے ٹھہرنے کے لیے مناسب جگہ نہ تھی۔ کورلے کی کوئی بھی دوسری جگہ اس کے لیے مناسب ہوتی لیکن بابا کا حکم فیصلہ کن بات تھی اور سب سے اچھی دوا بھی۔ بابا نے اسے مسجد میں آنے نہیں دیا اور وہیں چاوڑی میں ہی رکھا جو اس کے لیے بہت فائدہ مند ثابت ہوا۔ بابا ہر روز صبح و شام چاوڑی کے راستے سے گزرتے تھے اور ہر دوسرے دن بابا جلوس کی شکل میں چاوڑی جاتے اور وہاں سوتے تھے۔ چنانچہ امیر کو بابا سے آسانی سے ملنے کا اکثر موقع ملتا۔ امیر وہاں 9 ماہ تک مقیم رہا پھر اچانک کسی وجہ سے وہ اس جگہ سے کچھ مایوس ہو گیا۔ چنانچہ ایک رات وہ چپکے سے وہاں سے نکل کر کوپرگاؤں آکر ایک دھرم سالہ میں ٹھہرا۔ وہاں اسے ایک بوڑھا فقیر ملا جو دم توڑ رہا تھا۔ اس نے اس سے پانی مانگا۔ امیر نے اسے پانی لا کر دیا۔ پانی کو پیتے ہی وہ جاں بحق ہو گیا۔ امیر اب شش و پنج میں پڑ گیا۔ اس نے سوچا کہ اس نے اگر جا کر اس کی اطلاع حکام کو دی تو وہ اسے ہی موت کا ذمے دار قرار دیں گے کیوں کہ وہ پہلا اور واحد اطلاع دہندہ تھا جو اس کے بارے میں کچھ جانتا تھا۔ اسے بابا کی اجازت کے بغیر شرڈی چھوڑنے پر بہت افسوس ہوا۔ چنانچہ اس نے بابا سے دعا مانگی اور شرڈی لوٹ جانے کا فیصلہ کیا اسی رات بابا کا نام جپتے ہوئے وہ واپس بھاگا اور سورج نکلنے سے پہلے شرڈی پہنچ کر فکر سے آزاد ہو گیا۔ وہ بابا کی خواہشات کے عین مطابق شرڈی میں مقیم رہا جس سے اس کی بیماری کا بھی علاج ہو گیا۔ ایک دن آدھی رات کے وقت کچھ ایسا ہوا کہ بابا نے عبدل کو لالٹین لانے کے لیے پکارتے ہوئے کہا "کوئی شیطانی جاندار میری چارپائی سے ٹکرا رہا ہے" عبدل لالٹین لے کر آیا، لیکن وہاں کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ بابا نے عبدل کو ساری جگہوں پر ڈھونڈنے کے لیے کہا اور خود اپنے سٹکے سے زمین کو زور زور سے پٹنے لگے۔ بابا کی اس لیلا کو دیکھتے ہوئے امیر نے

اور بالا صاحب سے دور چلا گیا پھر اسے جلد ہی مار دیا گیا۔ یہ وہ تباہی تھی جس کی پیشن گوئی بابا نے کی تھی اور اسے ناکام بھی بنا دیا تھا۔ اس سے بالا صاحب کی محبت بابا کے تئیں ثابت ہو گئی تھی۔

باپو صاحب کو بے انتہا مسرت

ایک بڑے جوتشی نانا صاحب ڈینگلے جو ان دنوں شرڈی میں تھے نے ایک دن باپو صاحب بوٹی سے کہا: "آج کا دن آپ کے لیے بڑا منحوس ہے، آپ کی جان کو خطرہ ہے" اس بات نے باپو صاحب کو پریشان کر دیا۔ جب وہ معمول کے مطابق مسجد میں آئے تو بابا نے اُن سے کہا

"یہ نانا کیا کہتا ہے؟ وہ آپ کی موت کی پیشن گوئی کرتا ہے۔ آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں اس سے نڈر ہو کر کہیئے "ہم دیکھیں گے کہ موت ہمیں کس طرح مارتی ہے" رات کو دیر سے باپو صاحب جب بیت الخلا میں گئے تو انھیں وہاں ایک سانپ دکھائی دیا۔ ان کے نوکر نے اسے دیکھا اور مارنے کے لیے پتھر اٹھایا پر باپو صاحب نے اسے ایک ڈنڈا لانے کو کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ڈنڈا لے کر لوٹتا سانپ وہاں سے نکل کر غائب ہو گیا۔ باپو صاحب کو بے خوفی سے متعلق بابا کے الفاظ یاد آگئے جس سے انھیں بے انتہا مسرت ہوئی۔

امیر شکر کو ریح کی بیماری

امیر شکر کوپر گاؤں تعلقہ کے ایک گانو کورلے کا رہنے والا تھا۔ وہ ذات کا ایک قصائی تھا۔ وہ باندرہ میں ایک کمیشن ایجنٹ کے طور پر کام کرتا تھا۔ بہت مشہور تھا۔ ایک بار اسے ریح کی شکایت ہو گئی جس سے اس کو کافی درد ہوتا تھا۔ اسی تکلیف کی وجہ سے اسے خدا کی یاد آئی اور وہ سارا کام کاج چھوڑ کر شرڈی پہنچا اور مسجد میں داخل ہو کر بابا

بہت زہریلا و خطرناک ہوتا ہے پر دوار کامائی کے بچوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ جب دوار کامائی حفاظت کرتی ہو تو ناگ کچھ نہیں کر سکتا۔

کچھ لوگ جو وہاں موجود تھے انھیں اس سب کا مفہوم جاننے کی خواہش تھی اور یہ بھی کہ مری کر کا اس سے کیا تعلق تھا۔ لیکن کسی میں حوصلہ نہیں تھا کہ وہ بابا سے اس کے بارے میں دریافت کرے۔ تب بالا صاحب نے بابا کو سلام کیا اور شیاما کے ساتھ مسجد سے نکل گیا۔ بابا نے شیاما کو واپس بلا کر بالا صاحب کے ساتھ چتلی تک جانے کے لیے کہا۔ تب شیاما نے بالا صاحب کے پاس آکر ان سے کہا کہ وہ بابا کی خواہش کے مطابق ان کے ساتھ جائے گا۔ بالا صاحب نے جواب دیتے ہوئے اس سے کہا کہ اسے آنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ اس کے لیے یہ تکلیف دہ ثابت ہوگا۔ اس پر شیاما نے بابا کے پاس واپس آکر وہ سب کچھ بتایا جو بالا صاحب نے اس سے کہا تھا۔ بابا نے کہا: ٹھیک ہے مت جاؤ۔ ہمیں اچھا سوچنا اور اچھا کرنا چاہیے تاہم جو کچھ ہونا مقدر ہے وہ ہو کر رہے گا۔

اسی دوران بالا صاحب نے دوبارہ غور کرتے ہوئے شیاما کو بلا کر ساتھ چلنے کے لیے کہا۔ تب شیاما نے واپس بابا کے پاس جا کر ان سے اجازت لی اور آکر بالا صاحب کے ساتھ ٹانگے پر سوار ہو گیا۔ وہ نو بجے رات چتلی کے مقام پر پہنچے اور ماروتی مندر میں قیام کیا۔ دفتر کے لوگ اب تک نہیں آئے تھے اسی لیے وہ مندر میں بیٹھے ہوئے گپ شپ کرتے رہے۔ بالا صاحب ایک چٹائی پر بیٹھے ہوئے اخبار پڑھ رہے تھے۔ ان کی دھوتی کا اوپر والا حصہ ان کے سینے پر پھیلا ہوا تھا جس کے ایک حصے پر ایک سانپ بیٹھا ہوا تھا جو کسی نے نہ دیکھا تھا۔ اس نے سرسراہٹ پیدا کرتے ہوئے حرکت کرنا شروع کی جسے چپراسی نے سن لیا۔ اس نے لیمپ لا کر اس کی روشنی میں اسے دیکھا اور سانپ سانپ کہہ کر شور مچایا۔ دہشت کے مارے بالا صاحب کانپنے لگے۔ شیاما بھی حیران تھا۔ تب اس سب نے بغیر شور کیے لاٹھیاں اور ڈنڈے اٹھا لیے۔ سانپ خاموشی سے چھاتی سے اتر آیا

ہم ان میں سے ایک پر بات کرتے ہیں یعنی یہ کہ وہ کس طرح اپنے بھگتوں کے مصائب کو روکتے یا ان پر آنے والی تباہیوں سے انھیں بچاتے تھے یا وقت سے پہلے انھیں ان سے باخبر کر دیتے تھے۔

بالا صاحب مری کر کو نصیحت

سردار کاکا صاب مری کر کے فرزند بالا صاحب مری کر کو پر گاؤں کے معاملہ دار تھے۔ وہ "چتلی" جا رہے تھے۔ جاتے ہوئے وہ بابا سے ملنے کے لیے شرڈی آئے۔ جب انھوں نے مسجد میں جا کر بابا کی قدم بوسی کے فرائض انجام دیے تو صحت اور دوسری باتوں سے متعلق بات چیت کرتے ہوئے بابا نے ان کو حسبِ ذیل تنبیہ کی۔ بابا نے پوچھا کیا تم ہماری دوار کا کو جانتے ہو؟ بالا صاحب کو چوں کہ کچھ سمجھ میں نہیں آیا اس لیے وہ خاموش رہے۔ بابا نے اپنی بات جاری رکھی "جس جگہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں یہ ہماری دوارکا مائی ہے۔ یہ ان تمام بچوں کو خطروں اور پریشانیوں سے محفوظ رکھتی ہیں جو اس کی گود میں پناہ لیتے ہیں۔ مسجد مائی بڑی رحم دل ہیں وہ تو سیدھے سادے مریدوں کی ماں ہیں جنھیں وہ تمام تباہیوں سے محفوظ رکھتی ہیں۔ اگر ایک بار کوئی ان کی گود میں پناہ لے لے تو اس کی ساری مشکلات جاتی رہتی ہیں۔ وہ جو ان کے سائے میں بیٹھ جاتا ہے اسے سکون و طمانیت کی دولت ہاتھ آجاتی ہے" بابا نے پھر انھیں اودی دی اور ان کے سر پر اپنا ہاتھ رکھا جو ساری بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے۔ بالا صاحب جب جانے والے تھے تو انھوں نے (بابا نے) ان سے پھر کہا: "کیا آپ لمبے (سانپ) کو جانتے ہیں جو بظاہر تو دراز قد اور شریف ہوتا ہے لیکن حقیقت میں آگ ہے" اس کے بعد انھوں نے بائیں ہاتھ کی مٹھی کو بند کرتے ہوئے اسے دائیں ہاتھ کی کہنی تک لایا اور بائیں بازو کو ناگ کے پھن کی طرح لہراتے ہوئے کہا:-

اچھی اور تسکین دہ ہے بابا اس میں وہ اپنی ٹانگوں کو سمیٹے دائیں ٹانگ کو بائیں گھٹنے پر رکھے بیٹھے ہیں۔ بائیں ہاتھ کی انگلیاں دائیں پاؤں پر پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی دائیں پاؤں کے نیچے پر ہیں۔ اس شبیہ سے بابا یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر تم میری روشنی دیکھنا چاہتے ہو تو انا کو تج کر اور انکساری کے ساتھ میری انگلیوں کے بیچ سے میرے پاؤں کے انگوٹھے کا دھیان کرو۔ اس طرح تم میری روشنی دیکھ سکو گے۔ لگن و یکسوئی حاصل کرنے کا یہ آسان طریقہ ہے۔

اب تھوڑی دیر کے لیے آیئے ہم بابا کے جیون کے بارے میں غور کریں۔ بابا کے قیام کی وجہ سے شرڈی ایک تیرتھ استھان بن گیا تھا۔ ہر فرقے کے لوگ کونے کونے سے وہاں آنے لگے اور امیر و غریب دونوں ان سے کسی نہ کسی صورت سے استفادہ کرنے لگے۔ بابا کی لامحدود محبت ان کے عجیب و غریب علم اور ان کے ہر جگہ موجود ہونے کو کون بیان کر سکتا ہے۔ وہ شخص بہت ہی خوش نصیب ہے جس کو ان میں سے ایک یا سب کا تجربہ حاصل ہو۔ کبھی کبھی بابا طویل عرصے تک خاموشی اختیار کر لیا کرتے تھے جس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ وہ برہم کے بارے میں غور و خوض کر رہے ہیں۔ کسی وقت وہ مجسم شعور بن کر اپنے بھگتوں سے گھرے ہوئے ہوتے۔ کبھی وہ پہیلیوں میں بات کرتے اور کبھی مزاحیہ اندازِ گفتگو اختیار کرتے۔ کبھی وہ قطعی غیر مبہم انداز اختیار کرتے اور کبھی بہت غصے میں دکھائی دیتے۔ کبھی وہ بڑے اختصار سے اپنی تعلیمات سے نوازتے اور کبھی بڑی تفصیل سے انھیں پیش کرتے۔ اکثر وہ بہت سادہ گفتگو کرتے اور مختلف لوگوں کو ان کی ضرورت کے مطابق اپنی تعلیمات سے نوازتے۔ چنانچہ ان کی زندگی کا احاطہ کرنا ناممکن تھا۔ وہ ہماری سمجھ سے دور ناقابل گرفت اور ناقابل بیان تھی۔ ان کے چہرے کو دیکھنے ان سے گفتگو کرنے اور ان کے کرشموں کو سننے کی ہماری خواہش کی کبھی تشفی نہ ہوتی تھی۔ اس کے باوجود ہمیں بے انتہا خوشی ملتی۔ اب یہاں پر

چودھواں باب

باباکی امداد اور طاقت کے اسباب

سانپ کے ڈنک سے بچانا

ابتدائیہ :-باباکادھیان کیسے کیاجائے۔ کوئی بھی خدا کی شکل یااس کی فطرت کو ماپ نہیں سکا ہے۔ وید اور ہزار زبانوں والے شیش ناگ بھی اسے پوری طرح بیان نہیں کر سکتے ہیں۔ لیکن بھگت اسے دیکھے یا جانے بغیر رہ نہیں سکتے، کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ اس کے قدم ہی ان کی پناہ ہیں۔ وہ ان مقدس قدموں پر دھیان لگانے کی بجائے اپنے عظیم مقصد کو حاصل کرنے کا اور کوئی طریقہ نہیں جانتے۔ ہیماڈپنت یکسوئی سے دھیان لگانے کا حسب ذیل آسان طریقہ سمجھاتے ہیں۔

جس طرح ہر مہینے اماوس کا اندھیرا دھیرے دھیرے ختم ہوتا ہے اسی طرح چاندنی بھی اس ترتیب میں کم ہو جاتی ہے اور نئے چاند کے دن چاند ہمیں بالکل دکھائی نہیں دیتا اور نہ ہی ہم اس کی روشنی پاتے ہیں۔ چنانچہ جب روشن پکھواڑے کی راتیں شروع ہوتی ہیں تو لوگ چاند دیکھنے کے لیے بہت پریشان ہوتے ہیں۔ پہلے دن چاند نظر نہیں آتا اور دوسرے دن بھی وہ صاف دکھائی نہیں دیتا۔ تب لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ درخت کی دو ٹہنیوں کے بیچ سے دیکھیں جب وہ اس طرح سے پوری توجہ سے دیکھنے لگتے ہیں تو ہلال کی صورت میں بہت دور واقع چاند ان کی نظر کے دائرے میں آجاتا ہے اسی طرح آیئے ہم باباکی روشنی کو دیکھنے کی کوشش کریں۔ باباکی شبیہ کو دیکھئے وہ کتنی